قرآن اور حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں

محمد جہانگیر جلال الدین سلفی

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابتداء ظہور اسلام سے لے کر تا قیامت تمام پیش آمدہ مسائل و مشکلات کے حل کے لیے دو ہی مراجع وما آخذ یعنی قرآن و حدیث کافی وشافی ہیں اور وہ اس لیے کہ دونوں مصادر کو نازل کرنے والا وہ خالق کائنات ہے جس کو ماضی وحال کی طرح مستقبل کے متعلق بھی مکمل آگہی وشعور ہے اور جس کو کائنات میں موجود وغیر موجود تمام اشیا اور ذرے ذرے کا مکمل ادراک وعلم ہے۔

ان میں سے اول الذکر مصدر قرآن کریم کو تو اس (اللہ تعالیٰ) نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً ۲۳ سالہ مدت میں نازل فرمایا ہے اور اس کی تفسیر وتوضیح کے لیے آپ ہی کو مکلف کیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم ولعلهم يتفكرون﴾

جس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ذکر (قرآن) نازل کر کے آپ کو اس بات پر مکلف بھی کیا تھا کہ آپ لوگوں کے لیے قول وعمل کے ذریعہ اس کی مکمل وضاحت فرماویں اور اس کے جملہ احکامات وفرمودات سے لوگوں کو واقف کرائیں اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر یہ بھی ذمہ داری ڈال دی کہ آپ قرآن کی تفسیر وتوضیح میں اپنی ذاتی رائے واجتہاد کو دخل نہ دیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے ایما و اشارے پر قرآن مقدس کی قولی وعملی توجیہ لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى﴾

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں (اور نہ کرتے ہیں) بلکہ آپ کے تمام اقوال واعمال وحی الٰہی کے ذریعہ انجام پذیر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ مزاح وخوش طبعی کے موقعوں پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حق اور بغیر وحی الٰہی کے کچھ بھی نہیں نکلتا تھا اور سنن ابی داؤد کی حدیث کے مطابق حالت غضب میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جذبات پر اس قدر کنٹرول ہوتا تھا کہ آپ کی زبان مبارک سے کوئی بات خلاف واقعہ نہیں نکلتی تھی۔ (تفصیل دیکھئے تفسیر جوناگڑھی:۱۴۹۱)

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں ہم مکمل وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ احادیث نبویہ بھی قران ہی کی طرح منزل من اللہ ہیں اور دونوں کے دونوں شرعی حجت ہیں۔

ذیل کی سطور میں بعض سلف کے چند ایسے اقوال کا صرف ترجمہ حوالہ قرطاس کیا جارہا ہے جس سے ہمارے مدعا کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

۱۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن مجید بذریعہ وحی نازل ہوا ہے اسی طرح سنت اور حدیث بھی بذریعہ وحی نازل ہوئی ہے۔ صرف دونوں میں اتنا فرق ہے کہ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو۔

۲۔ امام حازمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حدیث کو لے کر آسمان سے اترتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھاتے تھے۔ پس رسول کا ہر وہ فرمان یا ہر وہ حدیث جو باسند ومعتبر ہو وہ بھی منزل من اللہ ہے۔

۳۔ حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح قرآن لے کر اترتے تھے اسی طرح حدیث بھی لے کر اترتے تھے۔

۴۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اللہ کے حکم کے کوئی شرعی فیصلہ صادر نہیں فرمایا ہے۔ آپ نے جس چیز کے ذریعہ فیصلہ فرمایا وہ دو طریقوں سے آپ کو دیا گیا یا تو بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وأنزل عليك الكتاب والحكمة﴾

اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب وحکمت نازل فرمائی ہے۔ کتاب سے مراد وحی متلو قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد وحی غیر متلو حدیث شریف ہے۔ اس کا مؤید اس مزدور کا واقعہ ہے جو اپنے آقا کی عورت سے زنا کا مرتکب ہوا تھا اور عدالت نبویہ میں اس کا مقدمہ پیش ہونے پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ پھر آپ نے فیصلہ کیا یعنی کوڑے لگوانے کے ساتھ ساتھ ایک سال کی جلاوطنی کا بھی حکم دیا اور ظاہر ہے کہ جلاوطنی کا حکم قرآن مجید میں نہیں ہے۔ بلکہ حدیث سے ثابت ہے جس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ سے مراد آپ کی وحی غیر متلو حدیث بھی ہے۔

۵۔ مراسیل ابوداؤد میں حضرت مکحول سے ایک حدیث اس طرح مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن اور اسی کی طرح حکمت سے سرفراز فرمایا ہے۔'' (قواعد التحدیث للقاسمی:۵۹)

۶۔ ابوالبقاء اپنی کلیات میں فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن اور حدیث دونوں منزل من اللہ ہونے میں متحد ہیں۔ اس کی دلیل ارشادِ ربانی ہے:

﴿إن هو إلا وحي يوحى﴾

مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ قرآن مقدس صفت اعجاز وتحدی سے متصف ہے اور اس کے الفاظ لوح محفوظ میں مسطور ہیں۔ جبکہ حدیث مصطفوی میں یہ بات نہیں۔ نیز الفاظِ قرآن میں نہ تو جبریل علیہ السلام کو کسی طرح کا تصرف کرنے کا حق ہے اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ جبکہ حدیث رسول کے بارے میں یہ گمان بجا ہے کہ وہ معناً جبریل علیہ السلام پر نازل ہوئی ہو اور انھوں نے اسے عبارت کا جامہ پہنا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا ہو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عربی زبان میں ڈھال کر لوگوں کے سامنے واضح کیا ہو۔'' (کلیات ابوالبقاء:۲۸۸)

مذکورہ بالا اقوالِ سلف کے علاوہ اصول حدیث کی کتابوں میں بے شمار ایسے اقوال کا سراغ ملتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیث نبویہ بھی قرآن کریم کی طرح منزل من اللہ ہیں۔ خواہ اس کی جو بھی شکل و صورت ہو اور ذخیرہ احادیث مصطفویہ درحقیقت قرآن مقدس ہی کی مکمل شرح وتفسیر ہے۔

جیسا کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ:

''وجميع السنة شرح للقرآن''

اور آپ کے جملہ ارشادات وفرمودات خود قرآن کریم ہی کا نچوڑ ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی نے کہا تھا کہ:

''كل ما حكم به رسول الله ﷺ فهو مما فهمه من القرآن'' (تفصیل دیکھئے: قواعد التحدیث للجمال القاسمی:۵۹)

مجموعہ احادیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک معتدبہ تعداد ان احادیث کی بھی ہے جنھیں آپ نے وحی الٰہی کا انتظار کر کے اپنی زبان پاک سے صادر فرمایا ہے۔ بطور مثال مندرجہ ذیل احادیث نبویہ کو ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ دنیا میں کون سی جگہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ مرغوب و پسندیدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ جبریل علیہ السلام سے دریافت کر کے جواب دوں گا۔

حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے دریافت کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی جواب دیا کہ مجھے بھی نہیں معلوم ہے۔ وہ دریافت کرنے کے لیے آسمان پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ سے معلوم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا

((إن أحب البقاع إلى الله المساجد وابغض البقاع إلى الله الأسواق))

یعنی سب سے بہترین جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے بدترین جگہ بازار ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حدیث بھی وحی الٰہی ہے جو بذریعہ جبریل علیہ السلام بھی آپ کے پاس آیا کرتی تھیں۔

۲۔ حالت حج وعمرہ میں خوشبو کا استعمال ممنوع ہے۔ ایک صحابی نے ناواقفیت کی بنا پر غالباً عمرے کے احرام میں خوشبو لگالی اور جبہ بھی پہن رکھا تھا (وہ بھی اس حالت میں ممنوع ہے) تو جب اس کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو آپ سے دریافت کیا کہ اب کیا کریں۔ آپ کو جواب معلوم نہیں تھا ''فجاءه الوحي'' (بخاری) یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آئی اور آپ نے جواب دیا کہ خوشبو کو دھو ڈالو اور جبہ اتار دو۔

امام بخاری نے اس سلسلے میں ایک باب یوں بیان کیا ہے

((باب ما كان النبي ﷺ سئل مما لم ينزل الوحي عليه فيقول لا أدري أو لم يجيب حتى ينزل عليه الوحي))

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی ایسی بات دریافت کی جاتی جس کے بارے میں کوئی وحی الٰہی نہیں ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھا فرما دیتے کہ مجھے معلوم نہیں یا جواب ہی نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آجاتی۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ حقیقت واشگاف ہوگئی کہ قرآن مقدس کی طرح احادیث نبویہ مطہرہ بھی بذریعہ وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ قرآن اور احادیث میں مندرجہ ذیل جوہری فرق پائے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کو مختلف وجوہات سے اعجاز کا شرف حاصل ہے اور یہ معجزہ رہتی دنیا تک کے لیے برابر قائم و دائم رہے گا اور اسے ہر طرح کے تغیر وتبدل سے پاک و صاف رہنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ نماز میں اس کی تلاوت کرنا فرض وواجب ہے اور اس کے ایک ایک حرف پڑھنے کے بدلے میں دس دس نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے اور اس کلام الٰہی کا نام قرآن ہونا خود اس کو احادیث نبویہ سے ممتاز کرتا ہے اور اس کے ایک یا چند جملوں کا ''آیت'' اور ''سورت'' کے نام سے معروف ہونا خود اس کے امتیازی اوصاف میں سے ہے۔

اس کے برخلاف حدیث رسول خواہ قدسی ہو یا غیر قدسی وحی ربانی ہونے کے باوجود مذکورہ بالا قرآنی خصوصیات وامتیازات میں شامل نہیں ہے۔ یعنی حدیث رسول نہ تو قرآن کی طرح معجزہ ہے اور نہ ہی تغیر وتبدل سے محفوظ۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی جگہ اس کی تلاوت نہ تو کافی ہے اور نہ ہی اسے قرآن کہا جا سکتا ہے۔ حدیث کے جملوں کو نہ تو آیت وسورت سے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے ہر ہر حرف کی تلاوت کے عوض دس دس نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث کے مابین سابقہ سطور میں بیان شدہ جوہری فرق کے لیے علماء اصول حدیث نے اور بھی مختلف انداز وصورت میں ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرنے کی کوشش کی ہیں۔ مثلاً قرآن کے اثبات ونقل کے لیے تواتر کی شرط لگائی جاتی ہے جبکہ حدیث مصطفیٰ کی روایت کے لیے یہ شرط کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ اس کی صحت وقبولیت کے لیے راوی کا عادل وتام الضبط ہونا ہی کافی ہے۔